Lesson 1: At-Tawbah (Ayaat 1- 15): Day 3

سُوۡرَةُ التَّوۡبَة کی تفسیر

كَيۡفَ يَكُوۡنُ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ عَهۡدٌ عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ رَسُوۡلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ عَاهَدۡتُّمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ‌ ۚ فَمَا اسۡتَقَامُوۡا لَـكُمۡ فَاسۡتَقِيۡمُوۡا لَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۷﴾

اِن مشرکین کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی عہد آخر کیسے ہو سکتا ہے؟ بجز اُن لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا، تو جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو کیونکہ اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے ﴿۷﴾

یہاں سے لے کر اگلے دو رکوع تک کی آیات صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانے عرصے میں نازل ہوئیں۔

یہ صلح دس سال کے لیے ہوئی تھی، ماہ ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کو نبھایا یہاں تک کہ قریشیوں کی طرف سے معاہدہ توڑا گیا۔ اس آیت میں مشرکین سے اعلان برأت کا بیان ہے۔ کیونکہ انہوں نے وعدے توڑے تھے۔

کچھ لوگ اسلام پر تنقید کرتے ہیں لیکن یہاں وہی بات بتائی جارہی ہے کہ ان کی مہلت کیوں ختم ہو جائے گی۔

كَيۡفَ: یہاں یہ حیرت اور تعجب کے لئے استعمال ہوُا ہے۔ ویسے كَيۡفَ سوال کے لئے بولا جاتا ہے۔ مثال یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مشرکین کے دلوں میں تو دھوکہ ہے۔ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تیرہ سال تک تبلیغ کرتے رہے۔ انہوں نے پھر بھی اللہ کا دین قبول نہ کیا۔ ان کے دل میں اسلام کے لئے محبت پیدا نہ ہوئی۔ انہوں نے اللہ اور رسولؐ کی بات نہیں مانی تو بس اب ان کی مہلت ختم ہو گئی ہے۔

مگر سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے معاہدوں کی پابندی کی تھی؛بنو کنعانہ،بنو ضمرہ اور بنو خزاعہ نے وعدے پورے کئے تھے۔یعنی ان تین قبیلوں کے ساتھ معاہدے پورے ہونے کی مدت میں 9 مہینے رہتے تھے۔تو کہا گیا کہ وعدہ پورا کرو۔

یعنی جس طرح کا کوئی سلوک کرے ویسے ہی اُن کے ساتھ رہو۔ادلے کا بدلہ

انسانوں کے ساتھ ویسے ہی رویے رکھو۔جس کے وہ حقدار ہیں۔جس طرح وہ پیش آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں سے محبت کرتا ہے۔یہ وہ تقویٰ ہے جس کا تعلق معاملات سے ہے۔نماز روزہ والا تقویٰ نہیں۔عملی زندگی والا تقویٰ۔اللہ تعالیٰ اجتماعی تقویٰ کی دعوت دیتے ہیں۔کہ مسلمان کفار کے مقابلے میں بھی سچائی پر قائم رہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ کی بہترین تربیت کی تھی۔وہ اپنی ذاتی پسند ناپسند سے اوپر اُٹھ کر لوگوں سے معاملات کرتے تھے۔وہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔

عظمتِ صحابہ کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔وحید الدین صاحب نے صحابہ کرام کی زندگی سے مثالیں پیش کیں ہیں کہ وہ کیسے اللہ اور رسولؐ کے احکام مانتے تھے۔

آیت کا خلاصہ کہ بین الاقوامی معاہدوں کی پابندی کریں۔جب تک فریقِ ثانی معاہدے کی خلاف ورزی نہ کرے اُس وقت تک وعدے کو پورا کریں۔جب معاہدہ ختم کریں تو پھر اعلانیہ ختم کردیں۔

جب تک انسان کے اندر تقویٰ ہوگا وہ اللہ اور رسولؐ کے حکم کو آگے رکھتا ہے۔اس کے سامنے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا۔

كَيۡفَ وَاِنۡ يَّظۡهَرُوۡا عَلَيۡكُمۡ لَا يَرۡقُبُوۡا فِيۡكُمۡ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ‌ؕ يُرۡضُوۡنَكُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَتَاۡبٰى قُلُوۡبُهُمۡ‌ ۚ وَاَكۡثَرُهُمۡ فٰسِقُوۡنَ‌ ۚ ﴿۸﴾

مگر اِن کے سوا دوسرے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اُن کا حال یہ ہے کہ تم پر قابو پا جائیں تو نہ تمہارے معاملہ میں کسی قرابت کا لحاظ کریں نہ کسی معاہدہ کی ذمہ داری کا وہ اپنی زبانوں سے تم کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دل ان کے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں ﴿٨﴾

یہاں كَيْفَ اعلانِ نفی کے لئے ہے۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

یعنی اب تو ان کے ساتھ معاملات ختم ہیں۔ اب اعلان بر اَت ہے۔ اب ان کو چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ مشرکین دل کے کھوٹے ہیں۔

يَّظْهَرُوْا کے معنی ہیں کسی کی مدد کرنا لیکن جب یہ علی (عَلَيْكُمْ) کے ساتھ آئے تو اُلٹ معنی ہیں۔

یعنی ہیں تو تمہارے رشتے دار، تمہارے قبیلے والے لیکن یہ لحاظ نہیں کرتے۔ ان کے دل میں بغض ہے۔

إِلًّا: ال ل۔ ہر وہ صاف اور ظاہری حالت جس کا انکار ممکن نہ ہو۔ یعنی عہد اور قرابت

عرب ایک دوسرے سے وعدے کر لیتے تھے۔ یہاں اُسی کا ذِکر ہے کہ مشرکین کو جب موقع ملے گا یہ وعدے توڑ دینگے۔

ذِمَّةً؛ یہاں سیاسی معاہدے بھی مراد ہیں اور إِلًّا: معاشرتی روابط اور خاندانی قرابت داری بھی۔

بِأَفْوَاهِهِمْ: یعنی خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔ اوپر اوپر سے۔ وَتَأْبٰى؛ سختی سے انکار کرتے ہیں۔

کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ پہلا کیف مشرکین کے لئے ہے اور دوسرا کیف یہود کے لئے ہے۔

خیر جو بھی تھے وہ غلط کام کرتے ہیں۔ وہ فاسق ہیں۔

اِشۡتَرَوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹﴾

انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول کر لی پھر اللہ کے راستے میں سدراہ بن کر کھڑے ہو گئے بہت برے کرتوت تھے جو یہ کرتے رہے ﴿۹﴾

ان کے اعمال بہت ہی برے ہیں یہ تو مومنوں کو نقصان پہنچانے کے ہی درپے ہیں نہ انہیں رشتے داری کا خیال نہ معاہدے کا پاس۔ یہ تو حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔

لَا يَرۡقُبُوۡنَ فِىۡ مُؤۡمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰﴾

کسی مومن کے معاملہ میں نہ یہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کی ذمہ داری کا اور زیادتی ہمیشہ انہی کی طرف سے ہوئی ہے ﴿۱۰﴾

پھر وہی بات دہرائی جا رہی ہے کہ یہ کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ یہ ساری یہود کی صفات لگ رہی ہیں۔

اللہ کی آیات کو بدل دیتے تھے۔ جہاں بھی موقع ملتا یہ فتوے بدل دیتے تھے۔

یہ کردار آج بھی نظر آتے ہیں۔ مسلمان جتنی مرضی کوشش کریں کافر و مشرکین اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ انگریزی کی ایک کتاب ہے۔

End Game. by David Baldacci.

اس مصنف نے بھی لکھا ہے کہ کیسے مسلمانوں نے جن تنظیموں پر بھروسہ کیا انہی سے دھوکہ کھایا۔

بغداد کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں۔ یہاں تاتاری آئے تھے۔ ہلاکو خان نے بیس لاکھ مسلمانوں کو قتل کروایا۔ بغداد میں معتصم باللہ مسلمان خلیفہ تھا۔ سب فقہا، عالم، قاری شہید کر دیے گئے۔ کئی سال تک جماعت والی نماز نہ ہو سکی۔ مسلم لائبریری کو آگ لگا دی گئی۔ یہ سب کروانے والے یہود و نصاریٰ تھے۔ جن کو مسلمانوں نے پناہ دی تھی۔

پورے یورپ والے یہود کے خلاف تھے۔ مسلمانون نے یہود کو رہنے کی جگہ دی انہوں نے وہیں قبضہ کر لیا۔

مسلمان مشرکین اوریہود و نصاریٰ پر بھروسہ کرے گا تو مار کھائے گا۔ انڈیا میں کیا ہوا؟

ہندووٗں نے کیسے مسلمان قتل کیئے۔ کیسے برطانیہ کے لوگ مسلمان حکمرانوں کو متاثر کر کے انڈیا میں رہنے کی اجازت لے کر انہی پر حکومت کرنے لگے۔ کیسے افغانستان پر بمباری کر کے معصوم لوگ قتل ہوتے رہے۔ کیسے مسلمان عورتوں کی عزتیں پامال ہوئیں۔

اسلام کا اصل غلبہ اخلاقی غلبہ ہے۔ مسلمان کی اصل طاقت ہتھیار یا اٹامک انرجی سے نہیں بلکہ مسلمان جتنا زیادہ تقویٰ والا ہو گا اُتنا ہی کامیاب ہو گا۔ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرام اخلاق کی اعلیٰ بلندیوں پر تھے اس لئے کامیاب تھے۔ وہ دشمن کے ساتھ بھی ظلم اور زیادتی نہیں کرتے تھے۔ وہ ہر موقع پر اللہ کے نبیؐ کی ہدایات پر عمل کرتے تھے۔

اسلامی برادری میں داخل ہونے کی تین شرائط یہ ہیں؛

فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ‌ؕ وَنُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱﴾

پس اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والوں کے لیے ہم اپنے احکام واضح کیے دیتے ہیں ﴿۱۱﴾

1. توبہ کرلیں
2. اور نماز قائم کریں
3. اور زکوٰۃ دیں

سبحان اللہ، کیسے پھر بھی خیر کی دعوت دی جارہی ہے۔ جب یہ اسلام قبول کرلیں تو دینی بھائی ہیں۔

اگر وہ توبہ کرلیں یعنی بتوں کو اور بت پرستی کو چھوڑ دیں اور نمازی اور زکوٰۃ دینے والے بن جائیں تو تم ان کے راستے چھوڑ دو۔

اسلام ہمیں کتنا اعلیٰ اخلاق سکھا رہا ہے۔ جو انسان ذاتی فائدہ کے لئے کام کرتا ہے اُس کا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب انسان اللہ اور اسلام کے لئے کام کرتے ہیں۔ تو وہ اللہ اور رسولؐ کے حکم پر عاجزی سے سر جھکا لیتے ہیں۔

ایسے کردار کیسے بنتے ہیں؟ قرآن ایسی کتاب ہے جو دل بدل دے۔ اللہ کے نبیؐ جیسا اُستاد ہو تو پھر ابو بکر صدیق بنے، عمر فاروق بنے۔ آج اسی کتاب سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسے اُستاد کی ضرورت ہے جو اللہ اور نبیؐ کا اطاعت گزار ہو۔ جو لوگوں کو اللہ کی کتاب سے جوڑ دے۔

کتاب کب زندہ ہوتی ہے؟ جب پڑھنے اور پڑھانے والے کی ذات پر نافذ ہوتی ہے۔ جب ہم قرآن پر عمل کرینگے۔

نورالقرآن ویب سائٹ سے اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کے 'تصورِ دین' کے ربانیت والے لیکچرز سُنیں۔

یعنی ہم پہلے وضو کرتے ہیں پھر نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن پہلے اپنے اوپر اسلام نافذ نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ ملک میں اسلام نافذ کر دو چاہے کسی مسلمان پر نافذ نہ ہؤا ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

پہلے فرد کی اصلاح ہو گی پھر معاشرہ سدھرے گا۔

ہر کوئی اپنی اصلاح کرے پھر اپنے گھر والوں کی اصلاح کرے۔ پھر علاقہ، پھر شہر پھر ملک میں اسلام نافذ ہو گا۔ قران سیکھ کر اُس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ اپنے اوپر اس کا نافذ کرنا ہے۔ صرف قرآن پڑھنا کافی نہیں۔ اس سے قرآن کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ تذکیہ لازمی ہے۔

قرآن انسان کو خود پرستی سے خدا پرستی کی طرف لاتا ہے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ اپنے نفس کی اصلاح کریں۔ انا پرستی کو ختم کریں۔

اللہ کے نبیؐ نے کبھی صحابہ کرامؓ کو میڈل نہیں دیئے۔ نہ کبھی بہت تعریفیں کرتے تھے۔

صرف ایک جذبہ انسان کو آخر تک استقامت دیتا ہے وہ ہے تقویٰ۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیئے؛ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

آج لوگ اپنی ذات کو اوپر کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے آپ سے اوپر اُٹھ کر دیکھیں۔ اپنا خاندان، اپنی برادری، اپنی تنظیم، اپنا گروہ۔ ان سب کو مسلم اُمت کے لئے وقف کر دیں۔

ہم سب نے مسلم اُمت کے لئے کام کرنا ہے۔

اپنے لئے ایک معیار رکھ لیں کہ میں یہ نیکی نہیں کر سکی، کونسی نیکی میں پیچھے رہ گئی۔ ہر نیکی میں میرا کچھ حصّہ تو ہونا چاہیئے۔

جو یہی گنتا رہے گا کہ فلاں نیکی کر لی ہے کافی ہے، وہ پیچھے رہ جائے گا۔

ہم نے نیکی کے کاموں میں ضرور حصّہ ڈالنا ہے۔ انشاءاللہ